ہند و پاک کی گذشتہ جنگ اوران کی آویزش جواب تک قائم ہے اور معلوم نہیں کب تک رہے، اُس کا اثر تھوڑا بہت ملک کے ہر شعبہ پر پڑا ہے، اور یہ ناگزیر بھی ہے، پھر یہ کیوں کر ممکن تھا کہ ندوۃ المصنفین اور برُہان اس کی زد سے محفوظ رہتے، چنانچہ اب حالت یہ ہے کہ اگر موجودہ صورتِ حال کچھ دنوں بھی قائم رہ گئی توان دونوں کا قائم رہنا مشکل ہے، یہ ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ ندوۃ المصنفین اور برہان کو نہ کسی ریاست کی سرپرستی حاصل ہے اور نہ گورنمنٹ کی طرف سے کسی خاص منصوبہ کی تکمیل کیلئے اسے کبھی کوئی گرانٹ ملی ہے اور نہ کسی کی طرف سے اس کے لئے ماہانہ یا سالانہ مستقل امداد مقرر ہے، ان کا لے دیکے جو کچھ بھی ذریعہ آمدنی ہے وہ چند محسنین اور معاونین کے علاوہ صرف ندوۃ المصنفین کی کتابوں اور برُہان کے خریدار ہیں، برہان ہمیشہ نقصان میں رہتا ہے، اس نقصان کو کتابوں کی فروخت سے پورا کیا جاتا تھا۔ اب اگر یہ خریدار ہی نہ رہیں یا رہیں مگر اُنکی تعداد اچانک بہت کم ہوجائے اور جو ہوں بھی اُن سے رقوم کی وصولیابی کی کوئی صورت نہ ہو تو ظاہر ہے ان حالات میں ادارہ کے قائم اور باقی رہنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ اس ادارہ پر بڑے بڑے نازک دور آئے ہیں اور مرفہ الحالی تو اسے کبھی نصیب ہی نہیں ہوئی، لیکن برُہان کے فائل اس کے گواہ ہیں کہ ہم نے ازراہِ خودداری ابنائے زمانہ کی عام روش کے برخلاف نہ کبھی عام چندہ کے لئے اپیل کی ہے اور نہ کبھی کسی سے امدادِ خصوصی کی درخواست کی ہے۔ کام کرنے کا میدان وسیع تھا اور ہم کام کرتے اور مشکلات پر قابو پاتے رہے۔ لیکن اب کام کا میدان ہی تنگ اور محدود ہوگیا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ ندوۃ المصنفین ایسے اُردو زبان کے علمی اور تحقیقی ادارے صرف ہندوستان کے خریداروں کے سہارے زندہ نہیں رہ سکتے، اس بنا پر ہم یہ سطور انتہائی مجبوری اور درد کے ساتھ لکھ رہے ہیں، ملک میں اسلامیات کا سنجیدہ علمی ذوق رکھنے والے حضرات کی کمی نہیں ہے، ملک کے گوشہ گوشہ میں ان کی اچھی خاصی تعداد پائی جاتی ہے، لیکن ان میں بہت ہی کم وہ حضرات ہیں جو اپنی آمدنی کا کوئی حصہ علمی کتابوں یا کسی علمی مجلہ کی خریداری پر بھی صرف کرتے ہوں، ان کے علاوہ ملک میں مسلمان تاجر اور اربابِ ثروت بھی ہر شہر اور ہر قصبہ میں موجود ہیں، لیکن ان کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ اسلامی علوم وفنون کے کسی تصنیفی ادارہ کی مدد کرنا اُن کے نزدیک نہ کارِ ثواب ہے اور نہ کوئی قومی اور ملی ضرورت! اب وقت ہے کہ یہ دونوں قسم کے حضرات بیدار مغزی اور موقع شناسی کا ثبوت دیں اور اسلامی ثقافت کے اس دیرینہ خادم ادارہ کی طرف دستِ اعانت دراز کریں، ورنہ اگر خدانخواستہ یہ ادارہ ان کے تغافل اور بے حسی کا شکار ہوکر قائم نہ رہ سکا تو یہ اتنا بڑا قومی حادثہ ہوگا کہ مدتوں اس کی تلافی نہ ہوسکے گی۔